قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیمِ تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشیاں بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

الہادی

نمبر ۲	بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ	جلد ۳

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر محفل و نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و حل انتباہات و کلید مثنوی و تشرف و امیر الروایات کہ اکثر آں مستفاد ست از

درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام محمد عثمان عامی و دیگر ہا اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانۂ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بہ دیہ نور را نصیب میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے:

نمبر	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحہ
۱	التاویث التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب	حدیث	مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب سلمہٗ	۱
۲	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۹
۳	حل الانتباہات	کلام	مولوی حکیم محمد مصطفےٰ صاحب	۱۷
۴	کلید مثنوی	تصوف	حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم	۲۵
۵	التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف	حدیث	ایضاً	۳۳
۶	امیر الروایات فی جبیب الحکایات	تصوف وسیر	مولوی حبیب احمد صاحب بعد حاشیہ حکیم الامۃ مولانا تھانوی مدظلہم	۳۷

اُصول ومقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ علی تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جزسے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑہجانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے

(۴) سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرچکے ہیں جملہ حضرات خریدان کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی پی پہنچے گا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیاجاتاہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریدار ہونگے انکی خدمتمین کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۵ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سال سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول ودوم درکار ہو طلب فرمادیں مگر انکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک۔

الراقم

محمد عثمان مالک ومدیر رسالہ "الہادی" دہلی

ورنہ تمہارے دلون میں اختلاف پڑ جاویگا اللہ اور اسکے فرشتے صف اول پر درود بھیجتے ہین اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفونکو سیدہی کرو صف کا سیدہا کرنا نماز کی تمامی میں سے ہے اسکو امام بخاری مسلم ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ صف کا برابر کرنا نماز کے قایم کرنے میں سے ہے اور ابوداؤد کے لفظ یہ ہین اپنی صفونکو ملاؤ اور قریب قریب ہو جاؤ اور اپنی گردنیں محاذات میں کرو پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہون جسکے قبضہ میں میری جان ہے بیشک میں شیطان کو دیکھتا ہون صفوں کے درمیان میں ایسا گھستا ہے جیسا بکری کا بچہ اور اس حدیث کو نسائی نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیحون میں مثل ابوداؤد کے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفونکو قائم کرو اور مونڈہے ملاؤ اور فرجہ کو بند کرو اور اپنے بھائیون کے سامنے نرمی کرو اور شیطان کے لئے فرجے مت چھوڑو اور جس نے صف کو ملایا اللہ اسکو (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائیگا اور جس نے صف کو قطع کیا اسکو اللہ (اپنی رحمت سے) قطع کریگا اسکو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور نسائی اور ابن خزیمہ نے حصہ اخیر کو روایت کیا ہے فرجہ سے مراد وہ ہے جو دو آدمیوں کے درمیان میں ملکر نہ کھڑے ہونے میں رہجاتا ہے۔

۲۰۱

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم ایسی صف نہیں باندہتے جیسے فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اور فرشتے اپنے رب کے سامنے کیونکر صف باندہتے ہیں فرمایا پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب ملکر کہڑے ہوتے ہیں اسکو مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جنکے مونڈھے نماز میں نرم ہیں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں نماز قائم کی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ فرما کر متوجہ ہوئے اور فرمایا صفوں کو درست کرو اور مل ملکر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہون اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے پس ہم مین سے ہر ایک اپنے مونڈھے کو اپنے برابر کے مونڈھے سے ملاتا تھا اور اپنے قدم کو اسکے قدم سے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا نماز میں صفوں کی درستی اچھی طرح سے کرو اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

۲۰۲ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکے فرشتے داہنی صفون پر درود بھیجتے ہیں اس کو ابوداؤد و ابن ماجہ نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو یہ دوست رکھتے تھے کہ داہنی طرف ہون تاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ کرکے بیٹھیں پس مین نے سُنا فرماتے تھے اے میرے پروردگار مجھکو اپنے عذاب سے بچا یو جب تو اپنے بندونکو اُٹھائے گا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

صفون کے ملانے کی ترغیب

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین جناب نے فرمایا اللہ اور اُسکے فرشتے اُن لوگوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں

جو صفون کو ملاتے ہیں اسکو امام احمد ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی اپنی صحیحون مین اور حاکم نے روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر حاکم نے صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا ہے اور جس نے فرجہ کو بند کیا اللہ تعالےٰ اسکا درجہ بلند فرماتے ہیں۔

اور حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صف کی ایک جانب سے دوسری جانب تک جاتے تھے اور ہمارے مونڈھوں اور سینوں کو چھوتے تھے اور فرماتے تھے آگے پیچھے مت ہو تمہارے دلون میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور کہا فرماتے تھے اللہ اور اُس کے فرشتے اُن لوگون پر رحمت بھیجتے ہین جو پہلی صفون کو ملاتے ہیں اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اسکو (اپنی رحمت سے ملائیگا) اور جس نے کسی صف کو قطع کیا اللہ اُسکو (اپنی رحمت سے) قطع کر دیگا اسکو نسائی ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے اور آخر حصہ کو جو ابھی گزرا ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین نماز میں نرم مونڈھے والے ہیں اور کوئی قدم اُس قدم سے زیادہ ثواب میں نہیں جو صف مین فرجہ بند کرنیکے واسطے رکھا ہی اسکو بزار نے اسناد حسن سے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین ان دونون نے حصہ اوّل کو روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط مین تمام روایت کی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے (صف کے) فرجہ کو بند کیا اللہ تعالےٰ اُسکے سبب سے اسکا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اُس کے واسطے جنت میں ایک گھر بنائیگا اسکو طبرانی نے اوسط میں مسلم بن خالد زنجی کی روایت سے نقل کیا ہی اور پہلے ابن ماجہ سے

۲۰۲

گزرچکا ہے اسی بارہ میں بجزبنی لہ بیتا فی الجنۃ کے اور اسکو اصبہانی نے بھی اس زیادتی کے ساتھ حدیث ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور اسکی سند مین عصمۃ بن محمد ہیں ابوحاتم کہتے ہیں وہ قوی نہیں ہین اور دوسرون نے متروک کہا ہے۔

اور حضرت ابوجحیفہ رضؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صف کے فرجہ کو بند کیا اسکی مغفرت ہوجائے گی اسکو بزار نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور ابوجحیفہ کا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور کوئی بندہ کسی صف کو نہیں ملاتا کہ اللہ تعالےٰ اسکے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند نہ کرتا ہو اور فرشتے اسپر نکوئی کی نچھاور نہ کرتے ہون اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکی سند مین کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

۲۰۴ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ اور اسکے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو پہلی صفونکو ملاتے ہیں اور کوئی قدم رکھنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسند نہیں ہے کہ قدم بڑھا کر صفونکو ملادے اسکو ابوداؤ ابن خزیمہ کی حدیث سے بغیر قدم رکھنے کے روایت کیا ہے پہلے گزرچکا ہے۔

اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا دو قدم ہیں اُن میں سے ایک خدا کے نزدیک محبوب ترین ہے اور دوسرا خدا کے نزدیک بدترین ہے محبوب ترین یہ ہے کہ آدمی نے صف میں جگہ خالی دیکھی اسکو بند کردیا اور بدترین یہ کہ جب آدمی (نماز میں) کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو داہنا پیر آگے بڑھا کر اسپر ہاتھ لگادے اور بایاں پیر اپنی جگہ پر ٹھیرا کر کھڑا ہوئے اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے مسجد (یعنی صف) کی بائیں جانب آباد کی اس جانب کے آدمی کم ہونے کی وجہ سے اسکے لیے دو اجر ہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں بقیہ بن ولید کی روایت سے روایت کیا ہے۔

مردونکے پچھلی صف میں کھڑے ہونے اور عورتونکے پہلی صف زنانی میں قصداً کھڑے ہونے اور صف کے ٹیڑہی ہونے سے ترہیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب صفون سے بہتر پہلی صف ہے اور سب میں بدتر پچھلی صف ہے اور عورتونکی سب میں بہتر پچھلی صف ہے اور سب مین بدتر پہلی صف ہے (اللہ کو عورتوں مردون کا قرب ناپسند ہے اور بعد پسند کیا ہے) اسکو مسلم ابوداود اور ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور پہلے گزرچکی ہے۔

٢٠٥

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مین دیکھا کہ صفون میں پیچھے رہنے لگے (پہلی صف کی شرکت کا شوق کم ہوگیا) توآپ نے اُن سے فرمایا کہ آگے بڑہو اور میرا اقتداء کرو اور تمہارا اقتداء اُن لوگون کو کرنا چاہیئے جو تمہارے پیچھے ہیں (بعض) قوم پیچھے رہتی جاتی ہی یہانتک کہ اللہ تعالےٰ انکو پیچھے ڈالدیگا اسکو مسلم ابوداود نسائی ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر قوم صف اول سے پیچھے ہٹتی رہتی ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ انکو دوزخ میں پیچھے ڈالدیتا ہے اسکو ابوداود و ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ان دونون نے بجائے یؤخرھم اللہ کے یخلفھم اللہ

کہا ہے۔

اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے مونڈہونکو چھوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے برابر ہو آگے پیچھے مت ہو تمہارے دل مختلف ہوجاوینگے مجھسے متصل ہونا چاہیئے عقلمند ہوشیار لوگوں کو پھر ان لوگونکو جو انکے قریب ہیں اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا تو تم صفوں کو سیدہا کرلو نہیں تو اللہ تعالےٰ تمہارے چہروں میں مخالفت کردیگا اسکو امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور انکی ایک روایت میں بجز بخاری کے یوں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہماری صفونکو سیدہا کیا کرتے تھے گویا انکے ساتھ تیر سیدہا کیا جاتا تھا یہانتک کہ آپ سمجھ گئے کہ ہم لوگ سیکھ گئے پھر ایک روز آپ باہر تشریف لاکر کھڑے ہوئے حتی کہ تکبیر کہنے کو تھے ایک آدمی کو دیکھا کہ سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا فرمایا اللہ کے بندو صفیں سیدہی کرلو ورنہ اللہ تعالےٰ تمہارے چہروں میں مخالفت پیدا کردیگا اور ایک روایت ابوداؤد کی اور ابن حبان کی اسکی صحیح میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگونکی طرف منہ کیا اور فرمایا اپنی صفونکو سیدہی کرلو ورنہ بیشک اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کردیگا تب میں نے دیکھا کہ ہر شخص اپنے کندہوں کو برابر والے کے کندہے سے اور اپنے گھٹنوں کو اپنے برابر والے کے گھٹنے سے اور اپنے ٹخنونکو برابر والے کے ٹخنوں سے ملاتا تہا۔

اور حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صفوں کے درمیان میں ایک جانب سے دوسری جانب تک پھرتے تھے ہمارے سینوں اور مونڈہوں کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے آگے پیچھے مت ہو نہیں تو تمہارے دل مختلف ہوجاوینگے اور فرماتے

۲۰۶

تھے کہ اللہ اور اسکے فرشتے پہلی صفون پر رحمت بھیجتے ہین اسکو ابو داؤد نسائی ابن خزیمہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ابن حبان کے لفظ اس طرح ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے تھے اور ہمارے مونڈھون اور سینون کو چھوتے تھے اور فرماتے تھے تم اپنی صفون کو ٹیڑہی مت کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائینگے اللہ تعالے اور اسکے فرشتے صف اول پر رحمت بھیجتے ہین اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مین ہے تم اپنے سینون کو آگے پیچھے مت کرو تمہارے دل مختلف ہو جائینگے۔

اور ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین فرمایا تم ضرور اپنی صفونکو سیدھا کرلو ورنہ تمہارے چہرے مٹا دئے جائینگے یا تمہاری آنکھیں گڑ جائینگی یا تمہاری آنکھیں اچک لیجائیں گی اسکو امام احمد اور طبرانی نے بواسطہ عبید اللہ بن زحر علی بن زید سے روایت کیا ہے اور بعض نے کچھ اسکے بارہ مین طعن کیا ہے۔

امام کے پیچھے آمین کہنے کی ترغیب اور نماز کے شروع کے وقت کیا پڑھنا چاہیئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اسواسطے کہ جسکا کہنا فرشتونکے کہنے کے ساتھ ساتھ ہو گیا اُسکے جو کچھ گناہ پہلے ہوئے ہین سب بخشے جائینگے اسکو امام مالک بخاری نے روایت کیا ہے اور لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم ابو داؤد نسائی ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یون ہے کہ جب تم مین سے کسی نے آمین کہا اور فرشتون نے آسمان پر آمین کہا اور ایک کی آمین دوسرے کی آمین سے موافق ہو گئی تو اسکے جتنے گناہ پہلے کئے ہوتے ہیں

سب بخشے جائینگے اور ابن ماجہ اور نسائی کی ایک روایت مین اسطرح ہے جب قاری آمین کہے توتم بھی آمین کہو الے آخر الحدیث اور نسائی کی ایک روایت مین یوں ہے اور جب کہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تمکو آمین اسواسطے کہ جسکا کلام فرشتون کے کلام کے موافق ہو جائیگا اُن سب کے گناہ معاف ہو جائینگے جو مسجد مین ہیں (تحقیق لفظ آمین اور اسکے معنے) آمین کو مد کے ساتھ بھی پڑہا جاتا ہے اور بڑے الف سے بھی اور میم کی تشدید غلط ہے یہ اللہ تعالے کے ناموں مین سے ایک نام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں اے اللہ توقبول فرما یا یہ کہ اے اللہ ایسے ہی کر یا ایسے ہی ہونا چاہیئے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیون نے کسی بات پر تم سے اتنا حسد نہیں کیا جتنا کہ سلام اور آمین پر حسد کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے سند صحیح سے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام احمد نے روایت کیا ہے اور امام احمد کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودیوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا انھون نے ہم سے کسی بات پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا کہ جمعہ پر حسد کیا ہے جسکی ہم کو اللہ نے ہدایت دیدی اور وہ اُس سے گم گشتہ ہو گئے اور اُس قبلہ پر جسکی ہم کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دیدی اور وہ اس سے بہٹک گئے اور ہمارے امام کے پیچھے آمین کہنے پر۔ اور اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے اور اسکے الفاظ اس طرح ہیں آپ نے فرمایا یہودی اپنے دین کا نام لیتے ہین حالانکہ وہ نرے حاسد ہیں اور انھون نے مسلمانوں سے کسی ایسی بات پر حسد نہیں کیا جو ان تین باتوں سے افضل ہو سلام کا جواب دینا اور صفوں کا قائم کرنا اور فرض نمازون میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے جناب نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجکو تین باتیں عنایت فرمائی ہیں ایک صفوں میں نماز پڑہنی عطا فرمائی اور سلام عطا فرمایا

۲۰۸

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا سترہواں (۱۷) وعظ

مسمّٰی بہ

علم اور خوف کے فضائل

منتخب از فضائل العلم والخشیۃ وعظ پنجم دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰو ان اللہ عزیز غفور ٥ (ترجمہ) نہیں ڈرتے اللہ تعالےٰ سے اسکے بندون میں سے مگر جاننے والے تحقیق اللہ تعالےٰ غلبہ والے ہیں اور بخشنے والے ہین اس آیت کے متعلق یہ چند مضامین ہیں۔

(۱) یہ ایک بڑی آیت کا ٹکڑا ہے جس مضمون کو اسوقت بیان کرنا مقصود ہے اُسکے لئے چونکہ یہ ٹکڑا کافی تھا اسلئے اسی پر بس کیا گیا آیت کے ترجمہ ہی سے معلوم ہو جائیگا کہ اسوقت کیا مضمون بیان ہوگا اور اسکا ضروری ہونا بھی ساتھ کے ساتھ ہی معلوم ہو جائیگا اس آیت سے پہلی آیتون میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی کا مضمون ہے اس آیت سے بھی اسی مضمون کی تاکید مقصود ہے کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کافرون کی مخالفت سے

رنج وغم غالب رہتا تھا اور اس سے ہمارے نبی کریم کی انتہا درجہ کی شفقت اور مہربانی ثابت ہوتی ہے یعنے آپ ان لوگوں کے سیدھی راہ پر نہ آنے سے بہت ہی بیچین ہوتے تھے اور سوچا کرتے تھے کہ کونسی تدبیر ایسی ہو کہ یہ لوگ اس کفر اور گمراہی سے باز آکر سیدھے رستہ پر آجائیں اور ہمیشہ کے عذاب سے نجات پائیں آپکی وہ حالت تھی جیسا کہ ایک شفیق باپ اپنے نافرمان بیٹے کی بُری حرکتوں پر کڑھتا اور پریشان ہوتا ہے اور ہر وقت کسی نہ کسی تدبیر میں لگا رہتا ہے کبھی سمجھدار لوگوں سے مشورہ کرتا ہے کبھی کسی سے دعا کراتا ہے کبھی تعویذ لکھواتا ہے کہ کسیطرح یہ ٹھیک رستہ پر آجائے غرض اُسکو بیٹے کی نافرمانیوں پر اُس سے عداوت نہیں ہوتی بلکہ اسپر رحم آتا ہے اور دل کڑھتا ہے اسیطرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کافروں کی مخالفت سے یہ حالت تھی کہ تمام عمر آپ کو یہی غم رہا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ آپ کے غلبہ غم کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلی دینے کے لئے خاص اس مضمون کی بار بار آیتیں نازل فرمائیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اے محمد آپ کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان لوگوں کے ایمان نہ لانے کے غم میں اپنی جان کو ہلاک کر دینگے دُوسری جگہ ارشاد ہے کہ آپ سے ان لوگونکی حالت کا سوال نہ کیا جائیگا یعنی پھر آپ کیوں غم کرتے ہیں اگر یہ ایمان نہیں لاتے نہ لائیں ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ آپ کو ان پر داروغہ بناکر تو نہیں بھیجا گیا کہ آپ ضرور ہی ان سے ہمارے احکام کی تعمیل کرائیں آپ کا کام صرف پیام پہنچا دینا ہے کیونکہ آپ ہمارا پیام پہنچانے والے ہیں رہا عمل کرانا یہ کام داروغہ کا ہے اور آپ داروغہ مقرر نہیں ہوئے پھر اگر یہ لوگ عمل نہیں کرتے اور آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ کو کیا غم ہے ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ آپ انکی حالت پر غم نہ کیجئے اور انکے مکروں سے تنگدل نہ ہوجیئے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ہم جانتے ہیں اُن لوگوں کی باتوں سے جو تنگدلی آپ کو ہوتی ہے سو آپ ہماری یاد میں لگنے اور عبادت کو اپنا مشغلہ بنا لیجئے کہ اس سے یہ تنگدلی رفع ہوجائیگی اور غم ہلکا ہوجائے گا غرض بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کافروں کی حالت پر بہت ہی رنج وغم تھا اور آیتوں سے اس رنج وغم کی وجہ کا بھی پتہ لگتا ہے وہ یہ کہ آپ یہ چاہتے تھے

کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں اور اپنے کفراور گمراہی سے باز آئیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو ان لوگوں سے نفسانی عداوت نہ تھی بلکہ انکی اس ردی حالت پر رحم آتا تھا اور دیکھ دیکھ کر کڑہتے تھے کیونکہ اگر عداوت ہوتی تو انکے سیدہی راہ پر آجانے کی تمنا نہ کرتے بلکہ یون چاہتے کہ یہ لوگ ساری عمر اسی کفراور گمراہی میں پہنسے رہیں اور کبھی ان کو اس سے نکلنا نصیب نہ ہو کیونکہ قاعدہ ہے کہ اپنے دشمن کیلئے انسان خیرخواہی نہیں کیا کرتا بلکہ اسکی بدخواہی کے درپے ہوتا ہے اور اگر بدخواہی کے درپے بھی نہ ہو تو خیرخواہی کی تو گنجایش ہی نہیں ہوتی اور آپ کی یہ حالت تھی کہ یون چاہتے تھے کہ گو مجھے تکلیف ہو لیکن ان لوگونکو تکلیف نہ ہونے پائے یہانتک کہ جس معجزے کے وہ طالب ہوتے تھے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ وہ معجزہ ظاہر ہو ہی جاتے تاکہ اسکو دیکھکر یہ لوگ سنبھل جائیں اور اپنی حالت درست کرلیں ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مکہ کے رئیسون نے یہ درخواست کی تھی کہ آپ ان غریب لوگونکو جوکہ آپکے پاس رہیں ہمارے آنے کے وقت علیحدہ کردیا کریں تو ہم ایمان لے آئیں جیساکہ آجکل کے رئیس بھی اس قسم کی فرمائشیں عالموں سے کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ اگر ان جُلاہے تیلیونکو مساجد وغیرہ مین آنے سے روکدیا جائے تو ہم مساجد مین آنے لگیں اور جماعت سے نماز پڑہنے لگیں اور نیز یہ تو ہم سے نہ ہوگا کہ کسی سقے یا جلاہے کے پیچھے نماز پڑہنے لگیں حالانکہ انکو یہ بات کہتے ہوئے غیرت کرنا چاہیئے تھی اسلئے کہ ان کا یہ کہنا کہ ہم جلاہون سقون کے پیچھے نماز نہ پڑہینگے حقیقت میں اپنے اوپر اعتراض کرنا ہے کہ یہ خود تو اس قابل نہ ہوسکے کہ امامت کا منصب انکو ملتا اور یہ دوسرونکے امام بنتے غریب لوگ تو بیچارے خود ہی دب جاتے ہیں اگر ان میں لیاقت اور قابلیت ہوتی تو غریبون کے امام بننے کی نوبت ہی کیون آتی اور اسپر لطف یہ کہ یہ لوگ باوجود علم حاصل نہ کرسکنے بھی اپنے کو امامت کے قابل سمجھتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ ہم میں اسکی لیاقت نہیں ہے کیونکہ آجکل روشن دماغی کے زمانے مین ذراسی دنیا کی عزت اور مرتبہ ملجانے ہی کو بڑی لیاقت اور قابلیت سمجھا جاتا ہے دنیادار لوگ کچھ ایسے مغرور و مست ہوتے ہیں کہ گو وضو کے فرائض اور سنتون سے بھی واقفیت نہ رکھتے ہون لیکن اپنے کو علم دینی اور علم دنیوی دونون کا پورا عالم سمجھتے ہیں میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ایک رئیس صاحب کو عید کی

امامت کا شوق پیدا ہوا اور وہ امامت کو چلے اس سے پہلے کبھی کیون امامت کی تھی بلکہ شاید نماز کا بھی کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہوا اور وہ بھی کسی مجبوری ہی کی وجہ سے نتیجہ یہ ہوا کہ عید کی تکبیرین بھول گئے اب کھڑے سوچ رہے ہیں کہ کیا کرون آخر میں نے تکبیرین بتلائین تو انھوں نے پوری کی جب یہ حالت ہے تو اب تبلاتے اگر سقے امامت نہ کرین تو اور کون کرے اور وہ بیچارے بھی آگے نہ بڑہیں تو کون ہے جو نماز پڑہائے تو جیسے آجکل کے رئیسون کی حالت ہے اسیطرح اُس زمانے کے رئیسون کی بھی حالت تھی بلکہ ان سے بھی زیادہ اسلئے ان لوگوں نے حضورؐ سے یہ درخواست کی کہ آپ ہمارے آنے کے وقت ان لوگون کو ہٹا دیا کیجئے تو ہم آپکے پاس آیا کرین حضورؐ کو شفقت کی وجہ سے یہ خیال ہوا کہ شاید اسی سے ان لوگون کو کچھ انسیت ہو جائے اور رفتہ رفتہ سیدھی راہ پر آجائیں اسلئے انکی درخواست پورا کرنے کی کچھ رائے ہوئی لیکن خدا تعالےٰ نے حضورؐ کو اُن کی درخواست منظور فرمانے سے منع فرمایا اور انکی درخواست کو رد کر دیا چنانچہ ارشاد ہے کہ آپ کبھی ان غریب لوگونکو اپنے پاس سے نہ ہٹایئے انکا کچھ لین دین آپ سے نہیں ہے اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ بے موقع کام کرنیوالون مین سے ہونگے۔

۴ حضورؐ سے صحابہ کو غایت محبت تھی

(۴) صحابہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت تھی کہ اگر آپ انکی دھجیان اڑا دیتے تو اُن لوگون کے دل پر ذرا میل نہیں آسکتا تھا اور یہ حالت تھی کہ اگر آپ تھوکتے تو اسکو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے ہاتھون میں لیتے اور اپنے چہرے پر مل لیتے اور اگر ہاتھ مین نہ آتا تو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ پھیر کر چہرے کو مل لیتے اور انکی محبت کی یہ حالت تھی کہ ایک صحابی نے ایک مرتبہ آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ یہ تو امید ہے کہ ہم جنت میں جائینگے لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا درجہ جنت میں ہم سے بہت اعلی ہوگا تو جب ہم کو آپ کا دیدار نصیب نہ ہو سکے گا تو ہم جنت کو لیکر کیا کرینگے اسپر آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جنت مین تم جو تمنا کروگے وہ تم کو ضرور ملے گی اور حدیث مین اسکی تفسیر میں یہ فرمایا گیا کہ جنت والے باہم زیارت اور ملاقات کیا کرینگے خلاصہ یہ ہوا کہ اگرچہ حضورؐ کا مرتبہ اعلےٰ ہوگا لیکن تم حضورؐ کے دیدار سے اور زیارت سے محروم نہ رہوگے بلکہ تم لوگ

بھی حضورؐ کے مقام تک پہنچ جایا کروگے جیسے دنیا میں گو ہر شخص کا مکان الگ الگ ہوتا ہے
لیکن ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے دوسرے کے گھر چلے جاتے ہیں تو اسیطرح وہاں
بھی گو مکان الگ الگ ہونگے مگر ملاقات ہوسکے گی خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو تمہارا
جی چاہے گا وہاں تم کو ملے گا تو اگر کسیکا یہ جی چاہے گا کہ میں ہر وقت حضور کی زیارت
سے شرف حاصل کرتا رہوں تو ضرور اسکو زیارت ہوسکے گی رہی یہ بات کہ ایسی خواہش
کسیکو پیدا ہوگی یا نہیں یہ ہم کو معلوم نہیں ہے یہ بات وحی سے معلوم ہونے کی ہے ممکن
ہے کہ بعض کو یہ دولت نصیب ہو بعض کو نہ ہو رہی یہ بات کہ جسکو یہ دولت نصیب ہوگی
کیا وہ ہر وقت حضورؐ ہی کے گھر پر پڑا رہے گا سو اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اپنے
گھر ہی بیٹھے بیٹھے ہر وقت زیارت سے مشرف ہوتا رہے جسکی صورت یہ ہو کہ خدا تعالےٰ
نظر میں ایسی قوت پیدا کردیں کہ وہ درمیان کی چیزوں کو پار کرکے وہاں تک پہنچ جائے
اس زمانہ میں بھی ایسے آلات ایجاد ہوئے ہیں کہ انکے ذریعہ سے بہت دُور دُور کی
چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اور درمیان کے پردے سب دور ہوجاتے ہیں تو خدا تعالےٰ
اگر نظروں میں ایسی قوت پیدا کردے تو کیا تعجب ہے اور نظیر اسلئے بیان کی گئی کہ آجکل
کے روشن دماغ لوگ جبتک کہ ولایت کی کوئی نظیر نہ ہو اسوقت تک حدیث قرآن کی
باتوں کو نہیں مانتے ورنہ ہمکو تو شرم آتی ہے کہ خدائی خبریں منوانے کے لیے ولایت
کی کاریگری کو نظیر میں پیش کریں غرض صحابہ کی یہ حالت تھی کہ بے حضور کا دیدار کئے
جنت میں جانا بھی انکو پسند نہ تھا۔

(۳) پس جب حضورؐ کو اسقدر شفقت تھی تو جو نبیوں کے وارث ہیں یعنی عالم اور
جو حضورؐ کی اُمت میں ہیں ہر ایک کے ذمہ وہی حق ہوگا جو کہ حضورؐ نے ظاہر کیا یعنے آپ
بھی مخالفوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو حضورؐ نے کیا یعنے شفقت مگر آجکل تو یہ حالت
ہے کہ ذرا سے اختلاف میں عداوت اور نفرت پیدا ہوجاتی ہے بلکہ بعض لوگ تو اپنے
مخالف کے اسقدر درپے ہوتے ہیں کہ اُسکو دنیاوی نقصان بھی پہونچانے کے درپے
ہوجاتے ہیں اور اگر اتفاق سے اسکو کوئی دنیاوی نقصان پہونچ جائے تو اُسکو اپنی کرامت

بزرگون کے ستانے سے بہت نقصان پہنچتا ہے

اور اپنی بددعا کا نتیجہ سمجھتے ہین یہ تو بیشک سچ ہے کہ بزرگون کا ستانا اچھا نہیں اس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہین جبتک کسی کے ہاتھ سے کسی اللہ والے کے دل کو درد نہیں پہونچتا اسوقت تک کسیکی رسوائی نہیں ہوتی یہ بات تو بالکل سچ ہے مگر یہ کسیکو کب جائز ہے کہ وہ اپنے کو بھی ایسا بزرگ سمجھے ہان البتہ اگر کوئی دوسرونکی نسبت یہ گمان کرے کہ یہ بزرگ ہین اور ان کے مخالفون پر انکے ستانے کی وجہ سے مصیبت آئی تو بیجا نہیں اور اسوقت بھی بیجا نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ مصیبت زدون کی مصیبت کو دیکھکر خوش ہو بلکہ غمگین ہونا چاہیئے اور انکے لئے دعا کرنا چاہیئے اور یہ حالت ہونی چاہیئے جیسے کسیکا لڑکا جوا کھیلتا ہو اور اس مین پکڑا گیا۔ تو دیکھئے اسکے باپ کی کیا حالت ہوگی اگرچہ وہ اس خبر کو سنکر زبان سے یہ کہدیگا کہ اچھا ہوا پکڑا گیا لیکن دل کی یہ حالت ہوگی کہ بیقرار ہوجائیگا اور رہائی کی تدبیرین کریگا دعائیں کرائیگا اور جگہ جگہ کہتا پھریگا بلکہ اگر کوئی اُسکے سامنے باربار یہ تذکرہ کریگا کہ جوا کھیلنے مین قید ہوگیا تو اُسکو ناگوار ہوگا اور اگر لوگ اُسکی عیادت اور تسلی کو آئینگے تو انکی عیادت لیگا تو صاحبو اسکی کیا وجہ ہے کہ اگر اپنے بیٹے پر کوئی مصیبت آجائے تو قلب کی یہ حالت ہوجائے اور کسی دوسرے مسلمان پر کوئی مصیبت آئے تو دل پر اثر بھی نہ ہو مین اسکی شکایت کرتا ہون ہان اگر شفقت کی وجہ سے غصہ ہو تو وہ بُرا نہیں معلوم ہوتا اور شفقت کے غصہ کا رنگ ہی دوسرا ہوتا ہے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ شاید ہی کوئی شخص انکے غصہ سے بچتا ہو لیکن باوجود اسکے کبھی کسیکو ناگوار نہ ہوتا تھا اسلئے کہ وہ محبت سے ہوتا تھا خوب کہا ہے ؎

محبت ہو کسی سے یا عداوت ✤ مزا دیجائے گی جو دل سے ہوگی

جو لوگ ہمدردی کا دم بھرتے ہین انکی ہمدردی کی مثال

صاحبو تمہارے پاس دل نہیں اسلئے تمہاری ہمدردی بھی صرف باتین ہی باتین ہین اور کچھ بھی نہیں جو لوگ آجکل ہمدردی کا دم بھرتے ہیں انکے لئے مین ایک مثال پیش کیا کرتا ہون کہ اگر ایک ایسے شخص نے ڈپٹی کلکٹری کی درخواست دی جو اپنے گھر سے ایسا خوش حال ہے کہ اگر نوکری نہ بھی کرے تو اسکے ضروریات پورے طور سے چل سکتے ہین اور اس ہی کے ساتھ ایک دوسرا ایسا شخص درخواست دے جو بالکل تنگدست ہے ایسا کہ اگر

اُسکو یہ ملازمت نہ ملے تو کھانے پینے کے ضروریات بھی اُسکے مشکل سے پورے ہون اور یہ خوش حال صاحب درخواست دینے میں مقدم ہوگئے اور وہ غریب دوسرے نمبر پر ہوگیا تو ہم نے آجتک کسی ہمدردی کے دم بھرنے والے کو نہیں سُنا کہ اُس نے اس غریب آدمی کی غربت پر خیال کرکے اپنی درخواست کو واپس لے لیا ہو اور بزرگون میں ہزارون مثالیں اس سے زیادہ ہمدردی کی دکھلا سکتا ہون جو دنیا دارون میں کبھی نہیں ہوسکتیں ہان دنیا دارون میں ایک وضعداری ضرور ہے جسکو دُنیا کی لاج کے مارے نباہتے ہین ان لوگون میں ایک تو ہمدردی نہیں ہوتی اور دوسرا فرق ان لوگون میں اور اللہ والون میں یہ ہے کہ اللہ والے کرینگے بہت کچھ اور زبان سے کہیں گے کچھ نہیں اور یہ لوگ کرینگے خاک نہیں اور دنیا بھر میں غل مچاتے پھرینگے وجہ یہ ہے کہ اللہ والے جو کچھ بھی کرتے ہیں خدا کے خوش کرنے کے لئے کرتے ہیں کوئی دنیاوی غرض انکی نہیں ہوتی اور دنیادار جو کچھ بھی کرتے ہین صرف دنیاوی غرضون کے لئے اور اسی سے یہ بھی سمجھ لو کہ ان دنیادارون کی ہمدردی کو کچھ قرار نہیں ہوتا کیونکہ انکی ہمدردی دنیاوی غرضون کے لئے ہوتی ہے اور دنیاوی غرضیں خود بدلتی رہتی ہین صبح کچھ ہے شام کچھ ہے تو پھر انکی وجہ سے جو ہمدردی ہوگی وہ کیونکر پائدار ہوسکتی ہے ضرور بدلتی رہے گی ممکن ہے کہ کل سچ بولنے میں دنیوی مصلحت تھی اور آج جھوٹ بولنے میں دنیوی مصلحت ہے تو آج وہ جھوٹ ہی بولینگے اور کل آپکے ساتھ ہمدردی کرنے میں مصلحت تھی اور آج ہمدردی نہ کرنے میں. تو وہ ضرور بیدردی کرینگے اور اللہ والون کی ہمدردی ہمیشہ باقی رہتی ہے ان میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ جس ذات کے خوش کرنے کے لئے وہ ہمدردی کرتے ہیں وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے پھر غرض اُنکی ایک ہے یعنی خدا تعالےٰ کو خوش کرنا اور خدا تعالےٰ جس بات سے آج خوش ہیں قیامت تک اسی سے خوش ہیں اور ایک یہ فرق بھی ہے کہ دنیادارون کی ہمدردی تو صرف قولی ہمدردی ہے یعنے وہ جو کچھ کم زیادہ ہمدردی اپنی قوم سے کرتے ہیں وہ محض اپنی قوم ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں اور اللہ والوں کی ہمدردی عام ہمدردی ہے کہ وہ ہر شخص سے وہی برتاؤ شفقت کا کرتے ہیں جو اپنوں سے

اللہ والوں اور دنیاداروں کی ہمدردی میں
بڑا فرق ہے

کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انکو جانوروں تک سے ہمدردی ہوتی ہے اور انکی وہ شان ہوتی ہے جسکو فرمایا ہے وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین۔ ترجمہ اور نہیں بھیجا ہمنے آپکو مگر جہان بھر کے لئے رحمت بناکر۔ پس انکی شان یہی ہوتی ہے کہ تمام جہان کے لئے اُنکی ذات مبارک رحمت خداوندی ہوتی ہے چنانچہ ملا دُپیازہ نے اپنے آل نامہ میں لکھا ہے الرسول خیرخواہ دشمنان۔ حضرت جنیدؒ کو ایک مرتبہ خلیفۂ وقت نے کسی بات پر برہم ہوکر بلا بھیجا حضرت شبلیؒ بھی ساتھ تھے جب خلیفہ کے سامنے پہونچے تو اس نے بُرا بھلا کہنا شروع کیا حضرت شبلیؒ چونکہ نوجوان تھے اور انکے پیر کو بُرا بھلا کہا جارہا تھا اسلئے آپ کو جوش آیا قالین پر ایک شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اسپر نظر ڈالی تو وہ سچ مچ کا شیر ہوکر خلیفہ کی طرف تیز نظر سے دیکھنے لگا حضرت جنیدؒ کی جو شیر پر نظر پڑی تو آپ نے حضرت شبلیؒ کو گھور کر دیکھا اور اس شیر کو تھپک دیا وہ پھر اصلی حالت پر شیر قالین ہوگیا تھوڑی دیر میں حضرت شبلیؒ نے پھر اسے اشارہ کیا وہ پھر سچ مچ کا شیر بنکر سامنے ہوا اس مرتبہ خلیفہ وقت کی بھی نگاہ اسپر پڑی خوف کے مارے تھرا گیا اور ہاتھ باندھکر معافی چاہی کہ مجھسے گستاخی ہوئی حضرت جنیدؒ نے اس شیر کو تو پھر اصلی حالت پر کردیا اور خلیفۂ وقت سے فرمایا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجئے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا آپ خلیفۂ وقت ہیں آپ کی اطاعت اور ادب ہم پر واجب ہے یہ لڑکا ہے آداب شاہی سے واقف نہیں آپ کا جو دل چاہے کہئے صاحبو آپ نے سُنا یہ ہوتی ہے ان حضرات کی شان دنیادار اگر بادشاہ کی اطاعت کرتے بھی ہیں تو اُسیوقت تک کرتے ہیں جبتک کہ اطاعت میں اپنا فائدہ نظر آتا ہے ورنہ اطاعت اور فرمانبرداری سب ختم ہوجاتی ہے اور اللہ والوں کی یہ حالت ہے کہ وہ سب کچھ کرسکتے ہوں مگر کچھ نہیں کرتے جو حکم بادشاہ کا ہوتا ہے اسمیں اطاعت کرتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اطیعوا اذا امرتم ترجمہ اطاعت کرو اپنے حاکم کی تو ان حضرات کی جو بات بھی ہوگی پختہ ہوگی اسلئے کہ یہ پورے شفیق ہیں اس سے زیادہ کیا شفقت ہوگی کہ شیر کو مٹا رہے ہیں اور بادشاہ کو خبر بھی نہیں کرتے اسلئے کہ اسکے ساتھ ہمدردی کرنے سے مقصود خدا کو خوش کرنا ہے

(باقی آئندہ)

(۱) اور اس سے علم کلام قدیم کی جامعیت نہایت وضوح کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ گو شبہات کیسے ہی اور کسی زمانہ مین ہون مگر انکے جواب کیلئے بھی وہی علم کلام قدیم کافی ہوجاتا ہے سو ایک اصلاح تو اس مقولہ میں ضروری ہے دوسری ایک اصلاح اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ یہ کہ مقصود اکثر قائلین کا اس مقولہ سے یہ ہوتا ہے کہ شرعیات علمیہ و عملیہ جو جمہور کے متفق علیہ ہیں اور ظواہر نصوص سے

(ح) یہان سے علم کلام قدیم کا جامع ہونا اور کامل و مکمل ہونا صاف طور سے ثابت ہوتا ہے کہ گو شبہات کیسے ہی اور کسی زمانہ مین ہون مگر اُنکے جواب کے لئے وہی علم کلام قدیم کافی ہوجاتا ہے الغرض یہ بات جو زبانون پر آرہی ہے کہ علم کلام جدید کی ضرورت ہے اسمیں ایک غلطی تو یہ ہے کہ علم کلام قدیم کو ناکافی سمجھا جو خلاف واقع ہے مگر خیر یہ غلطی چندان قابل لحاظ نہیں اسواسطے کہ اس معنے کر یہ بات صحیح بھی ہے کہ شبہات جدیدہ فرداً فرداً علم کلام قدیم میں مذکور نہیں گو ایسے اصول اُسمین موجود ہیں جنسے ہر ہر شبہ کا جواب نکل آتا ہے لیکن یہ کام ہر شخص کا نہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ہر شبہ کا جواب صراحۃً دیا جاوے تاکہ ہر شخص سمجھ سکے ایک غلطی اسمین اور ہے جو بڑی غلطی ہے اور قابل اصلاح ہے وہ یہ ہے کہ اس لفظ سے کہ علم کلام جدید کی ضرورت ہے اکثر کہنے والون کی غرض یہ ہے کہ دین کی باتون سے ثبوت جو بہت لوگون کے ذہن مین نہیں ہیں انکو تازہ کر دیا جاوے اور شبہات جدیدہ کو فرداً فرداً حل کر دیا جاوے تاکہ مذہبی باتون کی تصدیق اچھی طرح ذہن نشین ہوجاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ مذہبی تحقیقات اور احکام کو کچھ تغیر تبدل کر کے سائنس جدید کے مطابق کر دیا جاوے انھون نے اسمین اسکا بھی امتیاز نہیں رکھا کہ مذہبی باتون سے کیا مراد ہے مذہبی باتون مین ایسے عقائد اور احکام بھی داخل ہیں جنپر تمام علمائے اُمت کا اتفاق ہے اور صراحۃً شرعی دلیلون سے ثابت ہیں اور اگلے علمائے متواتر منقول اور محفوظ ہیں یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ چاہے اُن بھی کیسی ہی توڑ مروڑ ہوجاوے حتیٰ کہ تحریف ہی کی نوبت کیون نہ آجاوے مگر سائنس سے مخالفت نہ رہے جیسے معراج کے مسئلہ میں کیا ہے کہ کہتے ہیں معراج روحانی اور خواب میں ہوئی ہے کیونکہ جسمانی اور بیداری مین ہونا سائنس کے خلاف ہے

(ا) مدلول اور سلف سے محفوظ و منقول ہیں تحقیقات جدیدہ سے ان میں ایسے
تصرفات کئے جاوین کہ وہ ان تحقیقات پر منطبق ہوجاوین گو اُن تحقیقات کی صحت
پر مشاہدہ یا دلیل عقلی قطعی شہادت نہ دے سو یہ مقصود ظاہر البطلان ہی جن دعوؤن
کا نام تحقیقات جدیدہ رکھا گیا ہے نہ وہ سب تحقیق کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں
بلکہ زیادہ حصہ انکا تخمینیات اور وہمیات ہیں اور نہ انمین اکثر جدید ہیں بلکہ فلاسفہ

(ح) حالانکہ تمام اُمت کا سلفا و خلفا اسپر اجماع ہے کہ معراج جسمانی ہوئی اور حدیث سے
بالتصریح بھی ثابت ہے بہت موٹی بات ہے کہ اگر حدیث مین جسمانی معراج کی خبر نہ دیگئی ہوتی
تو تمام زمانہ میں اتنا غل کیون مچتا اور مخالفتین کیوں ہوتیں خواب میں تو ہر شخص عجیب سے عجیب
باتیں دیکھتا ہے اسکا بیان مفصل کتاب میں آگے آتا ہے ظاہر ہے کہ یہ غرض اُنکی باطل
ہے اور یہ دین کی طرفداری نہیں بلکہ سائنس کی طرفداری ہے اور یہ صرف دھوکا ہے کہ وہ
علم کلام جدید کے خواستگار ہین کیونکہ علم کلام تو وہ ہے جسمین دین کی باتون کا اثبات کیا جاوے
اور اس علم مین جسکے یہ خواستگار ہیں سائنس کا اثبات کیا جاویگا گو دین کے اصول یعنی توحید
و رسالت بھی نہ رہیں اور اسمیں یہ کیسی غلطی ہے کہ سائنس جدید کو ایسا صحیح اور ثابت سمجھا کہ دین
کے اصول تک مین تاویل بلکہ تحریف کیجاوے مگر اسمیں تاویل بھی نہ کیجاوے حالانکہ
اس سائنس کی بہت سی باتون کے ثبوت میں نہ مشاہدہ موجود ہے نہ کوئی دلیل عقلی ہے
محض تقلید سے انکا نام تحقیقات جدیدہ رکھدیا ہے حالانکہ نہ وہ سب کی سب تحقیق کے
درجہ کو پہونچی ہوئی ہیں اور نہ وہ سب جدید ہیں زیادہ حصہ اُنکا محض تخمینی اور وہمی باتیں
ہیں (جیسے مسئلہ ارتقا کہ ڈارون لکھتا ہے کہ آدمی پہلے بندر تھا ترقی کرتے کرتے دُم
گر گئی اور کھڑا ہو کر چلنے لگا یہ صرف اٹکل اور وہم اور تخمین نہیں تو کیا ہے ابناء زمان اسکی
وجہ سے صریح آیت خلقہ من تراب (ترجمہ حق تعالے نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے
پیدا کیا) مین تاویل کرتے ہیں (بیان اسکا کتاب میں آگے آتا ہے) اور آجکل کے لوگوں
کی یہ بھی غلطی ہے کہ سائنس جدید کی سب باتونکو جدید کہتے ہیں کیونکہ اکثر اُن میں وہی
ہیں جو پُرانے سائنس (فلسفہ) میں موجود ہیں چنانچہ علم کلام قدیم میں اُن پر جرح قدح

(۱) متقدمین کے کلام مین وہ مذکور پائے جاتے ہین اور ہمارے متکلمین نے اُنپر کلام بھی کیا ہے چنانچہ کتب کلامیہ کو دیکھنے سے اسکی تصدیق ہو سکتی ہے البتہ اسمین شبہ نہیں کہ بعضے شبہات تو السنہ سے مندرس ہو چلے تھے انکا اب تازہ تذکرہ ہو گیا ہے اور بعض کا کچھ عنوان جدید ہو گیا ہے اور بعض کے خود مبانی جنکو واقعی تحقیقات جدیدہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے باعتبار معنون کے بھی جدید پیدا ہو گئے ہیں اس اعتبار سے ان شبہات کے اس مجموعہ کو جدید کہنا زیبا اور انکے دفع اور حل اور جواب کو اس بنار پر بھی کہ جدید شبہات بالمعنی المذکور کے

(ح) موجود ہے ہان یہ ضرور ہوا ہے کہ بعضے شبہات کا تذکرہ جاتا رہا تھا اب پھر انکا تذکرہ تازہ ہو گیا ہے اور بعضے پہلے اور طرح سے بیان کئے جاتے تھے اور اب دوسرے پیرایہ سے بیان کئے جاتے ہین انکو دیکھکر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ شبہے نئے ہیں پہلے یہ شبہے نہیں تھے اسواسطے علم کلام قدیم مین اُنکا تذکرہ اور اُنکا حل بھی نہیں ہے حالانکہ علم کلام قدیم میں انکا رد موجود ہے مگر اُن شبہون کی دوسری طرح سے تقریر کیجاتی تھی اسواسطے جواب بھی انکا دوسرے پیرایہ میں دیا گیا تھا غرض آجکل کے شبہات مین زیادہ تر وہی ہیں جو پہلے سے چلے آئے ہین اور اُن پر بہت کافی بحث علم کلام قدیم مین موجود ہے ہان اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چند شبہات ایسے بھی ہین جنکو بالکل نیا کہنا بھی صحیح ہے کیونکہ اُنکی بنا اُن تحقیقات پر ہے جنکو جدید تحقیقات کہنا بالکل صحیح ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس زمانہ مین بعض تحقیقات ایسی بھی ہوئی ہین جنکا پہلے زمانہ میں مطلق پتہ نہ تھا تو جو شبہات اُن سے پیدا ہونگے اُن کو بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے شبہات ہیں کہ پہلے زمانہ مین اُنکا مطلق پتہ نہ تھا (مگر واہ رے علم کلام قدیم کہ اسکے اصول ایسے ہیں کہ ایسے شبہات کے حل کے لئے بھی کافی ہیں) جب آجکل کے شبہات مین بعض شبہے (گو وہ کتنے ہی تھوڑے ہون) ایسے بھی ہوئے جنکو بالکل نیا کہا جا سکتا ہے تو شبہات کے مجموعہ کو جس میں یہ نئے شبہات اور دوسری قسم کے شبہات سب شامل ہیں کسی معنی کر جدید شبہات کہدینا صحیح ہے۔

(ا) مقابلہ میں ہیں نیز اس وجہ سے بھی کہ بلحاظ مذاق اہل زمانہ کے کچھ طرز بیان
میں جدت مفید ثابت ہوئی ہے کلام جدید کہنا درست و بجا ہے اور اس
تاویل سے یہ مقولہ کہ علم کلام جدید کی تدوین ضروری ہے محل انکار نہیں
بہر حال جس معنی کر بھی یہ ضروری ہے مدت سے اس ضرورت کے رفع کرنے
کی مختلف صورتیں ذہن میں آیا کرتی تہین بعضی ان مین گو مکمل تہیں مگر اس کے
ساتھ ہی مطول بھی تھیں اس لئے اس مختصر صورت پر اکثر ذہن کو قرار ہوتا تھا
کہ جتنے شبہات اسوقت زبان زد یا حوالہ قلم ہو رہے ہین ان سب کو جمع کرکے

(ح) اور اگر ان شبہات کو حل کیا جاوے اور کتاب بنائی جاوے تو یہ کتاب علم کلام جدید کی کتاب
کہی جا سکتی ہے ایک تو اسوجہ سے کہ اُسمیں اُن شبہات کا حل ہو گا جنکو کسی معنی کر جدید شبہات کہا گیا
تھا اور ایک اسوجہ سے بھی کہ اس کتاب کا طرز بیان بھی نئے لوگوں کے مذاق کی رعایت کی
وجہ سے پرانے علم کلام سے جدا گانہ ہو گا اس توجیہ اور تاویل سے یہ بات صحیح ہو جاتی ہے
کہ علم کلام جدید کی ضرورت ہے (گو اتنی ضرورت ثابت نہ ہوئی جتنا کہ آجکل کے تعلیمیافتون
کی زبانون پر اسکا چرچا ہے اور اُن کی غلطیان بھی اسکے متعلق بیان کر دی گئیں) بہر حال
کسی معنی کر بھی ہو علم کلام جدید کے تیار کرنے کی ضرورت قابل تسلیم ہے مدت سے
اس ضرورت کے رفع کرنے کی مختلف صورتین خیال میں آیا کرتی تھیں اُن میں سے
بعض صورتین ایسی تھیں جنسے پوری پوری تکمیل اس فن کی ہو جاتی مثلاً یہ کہ علم کلام قدیم
کی تمام کتابون کا ایک سرے سے اُردو ترجمہ کر دیا جاوے اور جا بجا اس کے اصولون
سے آجکل کے شبہات کے جوابون کو نکالکر مفصل لکھا جاوے مگر ظاہر ہے کہ اس
صورت میں طول کس قدر ہو جاوے گا اور اُس کے سمجھنے کے لئے فلسفہ و منطق
وغیرہ کی ضرورت اور اُستاد سے باقاعدہ پڑھنے کی حاجت رہتی اس وجہ سے
اس صورت کو دل نے قبول نہیں کیا اور بار بار غور و خوض کیا گیا مگر کوئی صورت
سہل اور حسب دلخواہ نہیں سمجھ میں آتی تھی زائد سے زائد اس پر دل کو قرار
ہوتا تھا کہ جتنے شبہات اسوقت زبانون پر ہیں یا تحریرون میں آچکے ہیں اُن

۱۲

(۱) ایک ایک کا جزئی طور پر جواب منضبط ہو جاوے کہ موجودہ شبہات کے
رفع کے لیئے بوجہ اُن سے بالخصوص تعرض ہونیکے زیادہ نافع ہونگے اور
ان جزئیات کی تقریر کے ضمن مین جو کلیات (اصول ۱۲) ضرور یہ حاصل ہونگے وہ ایسے
شبہات کے امثال ونظائر مستقبلہ (آئندہ آنیوالے ۱۲) کے لیئے انشاء اللہ تعالےٰ دافع ہون گے
چونکہ اس طریق مین شبہات کے جمع ہونے کی ضرورت تھی اور یہ کام صرف مجیب
کا نہیں ہے اسلیئے میں نے اس بارہ میں اکثر صاحبون سے مدد چاہی اور انتظار
رہا کہ شبہات کا کافی ذخیرہ جمع ہو جاوے تو اس کام کو بنام خدا شروع کیا جاوے
ہنوز اسکا انتظار ہی تھا کہ اس اثناء میں احقر کو شروع ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ میں سفر بنگال کا
پیش آیا راہ میں اپنے چھوٹے بھائی سے ملنے کے لیئے علیگڈھ (کہ وہ وہاں سب انسپکٹر
ہیں) اُترا کالج کے بعض طلبہ کو اطلاع ہو گئی وہ ملنے آئے اور ان میں سے ایک
جماعت نے سکرٹری صاحب یعنی جناب نواب وقار الامراء سے اطلاع کر دی اور
عجب نہین کہ سفارش وعظ کی درخواست بھی کی ہو جناب نواب صاحب کا رات
کو رقعہ اس مضمون کا پہونچا اور صبح کو خود بدولت تشریف لائے اور اپنے ہمراہ
کالج لیگئے جمعہ کا دن تھا وہان ہی نماز پڑھی اور حسب استدعاء عصر تک کچھ بیان
کیا جسکا خلاصہ آگے افتتاحی تقریر کے عنوان کے تحت مین مذکور بھی ہے طلباء کالج
کی ہیئت استماع سے یہ اندازہ ہوا کہ انکو ایک درجہ مین حق کی طلب اور انتظار ہے
اور فہم وانصاف کے آثار بھی معلوم ہوتے چنانچہ آئندہ کے لئے بھی وقتاً فوقتاً
اپنی اصلاح کے مضامین ومواعظ سننے کے خواہان ہوئے جسکو احقر نے دینی
خدمت سمجھکر بخوشی منظور کر لیا اور اسی حالت کو دیکھکر اُس مختصر صورت مذکورہ بالا عہ میں
اور اختصار ذہن نے تجویز کیا جس مین اس صورت سابقہ کی کچھ ترمیم بھی ہو گئی وہ یہ
کہ شبہات جزئیہ کے جمع ہونے کا جو کہ اوروں کے کرنے کا کام ہے سردست
انتظار چھوڑ دیا جاوے بلکہ جو شبہات ابتک کانون سے ٹکرایا (تقریراً ۱۲) یا آنکھون سے ٹکرایا (تحریراً ۱۲)

عہ وہ صورت یہ تھی کہ شبہات کو فرداً فرداً جمع کرکے ایک ایک کا جواب دیا جاوے ۱۲

(۱) گذرے ہین صرف انہیں کے ضروری قدر کے موافق جوابات اپنے وعظون سے ان طلبہ کے روبرو پیش کردیے جاوین اور دوسرے غائبین کے افادہ کے لئے انکو ملخص اور مختصر طور پر لکھکر بھی شائع کردیے جاوین خواہ تقریر مقدم ہو اور تحریر مؤخر یا بالعکس حسب اختلاف وقت وحالت اور اگر اس سلسلہ کے درمیان مین یا اس سے پس وپیش کچھ حضرات شبہات کے جمع ہونے مین امداد دین تو وہ مختصر صورت مذکورہ سابق بھی قوت (امکان ۱۲) سے فعل (وجود ۱۲) مین لے آئی جاوے اور اس رسالہ کا اسکو دوسرا حصہ بنا دیا جاوے ورنہ انشاء اللہ تعالے اس ابتدائی رسالہ کے بھی قریب قریب کافی ہوجانے کی امید ہے اور اگر اس کو سبقاً سبقاً کوئی پڑھانیوالا ملجاوے تو نفع اور بھی اتم (اکمل ۱۲) مرتب ہو اور اگر حق تعالے کسیکو ہمت دے اور وہ کتب ملحدین ومعترضین کو جنمین اسلام پر سائنس یا قواعد مخترعہ تمدن کے تعارض کی بناء پر شبہات کئے گئے ہین جمع کرکے مفصل اجوبہ بصورت کتاب قلمبند کردے تو ایسی کتاب علم کلام جدید کے مفہوم کا احق مصداق ہوجاوے جسکا ایک جامع نمونہ الحمد للہ رسالہ حمیدیہ فاضل طرابلسی کے افادات سے مدون بھی ہوچکا ہے اور جسکا ترجمہ مسمے بہ سائنس واسلام ہندوستان مین شائع اور اکثر طبائع کو مطبوع ونافع بھی ہوا ہے۔ واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق اللہم یسر لنا ھذا الطریق واجعل عونک لنا خیر رفیق ط ۞

۱۴

افتتاحی تقریر جو بطور خطبہ کے ہے

(۱) سورہ لقمٰن کی آیت کا ٹکڑا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ الخ پڑھکر مضمون لنبا بیان کیا گیا تھا مگر خلاصہ اُسکا لکھا جاتا ہے آج کی تقریر کسی خاص مقصود پر وعظ نہیں ہے بلکہ مختصر طور پر صرف اُن اسباب کا بیان کرنا ہے جن سے آجتک مواعظ علمار کے آپ کو کم نافع ہوئے اور اگر انکی تشخیص کے بعد تلافی نہ کی گئی تو آیندہ کے مواعظ بھی اگر ہون اسیطرح غیر نافع ہونگے ان اسباب کا حاصل آپ کی چند کوتاہیان ہیں اول کوتاہی یہ ہے کہ شبہات باوجودیکہ روحانی امراض ہیں مگر ان کو مرض نہیں سمجھا گیا یہی وجہ ہے کہ اُنکے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کیا گیا جو امراض جسمانیہ کے ساتھ کیا جاتا ہے دیکھئے اگر خدانخواستہ کبھی کوئی مرض لاحق ہوا ہوگا تو کبھی یہ انتظار نہ ہوا ہوگا کہ کالج مین جو طبیب یا ڈاکٹر متعین ہے وہ خود ہمارے کمرہ مین آکر ہماری نبض وغیرہ دیکھے اور تدبیر کرے بلکہ خود اسکے قیامگاہ پر حاضر ہو کر اُس سے اظہار کیا ہوگا اور اگر اسکی تدبیر نے نفع نہ ہوا ہوگا تو حدود کالج سے نکلکر شہر کے سول سرجن کے پاس شفاخانہ پہونچے ہونگے اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہوا ہوگا تو شہر چھوڑ کر دوسرے شہرون کا سفر کیا ہوگا اور مصارف سفر وفیس طبیب وسامان ادویہ مین بہت کچھ خرچ بھی کیا ہوگا غرض حصول شفا تک صبر وقناعت نہ ہوا ہوگا پھر ان شبہات کے عروض میں کیا وجہ ہے کہ اس کا انتظار ہوتا ہے کہ علمار خود ہماری طرف متوجہ ہون (پیش آنا) آپ خود ان سے کیون نہیں رجوع کرتے اور اگر رجوع کرنے کے وقت ایک عالم سے (خواہ اس وجہ سے کہ ان کا جواب کافی نہین خواہ اس وجہ سے کہ وہ جواب آپکے مذاق کے موافق نہیں) آپ کو شفا نہیں ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے علمار سے رجوع نہیں کرتے یہ کیسے سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسکا جواب کسی سے بن نہ پڑیگا تحقیق کرکے تو دیکھنا چاہیئے حالانکہ جسقدر معالجہ جسمانیہ میں صرف ہوتا ہے یہان اُس کے

(۱) مقابلہ مین کچھ بھی صرف نہین ہوتا ایک جوابی کارڈ مین جس عالم سے چاہو جو چاہو پوچھنا ممکن ہے دوسری کوتاہی یہ ہے کہ اپنی فہم اور رائے پر پورا اعتماد کرلیا جاتا ہے کہ ہمارے خیال میں کوئی غلطی نہیں ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے کسی سے رجوع نہ کرنے کی سو یہ خود بڑی غلطی ہے اگر اپنے خیالات کی علماء سے تحقیق کیجاوے تو اپنی غلطیون پر اسوقت اطلاع ہونے لگے تیسری کوتاہی یہ ہے کہ اتباع کی عادت کم ہے اور اسی سبب سے کسی امر میں ماہرین کی تقلید نہیں کرتے ہر امر میں دلائل [دلیلیں ۱۲] و اسرار [اصطلحتیں ۱۲] و لمیات [وجوہات ۱۲] ڈہونڈھے جاتے ہیں حالانکہ غیر کامل کو بدون تقلید کامل کے چارہ نہیں اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ علماء شرائع کے پاس دلائل و علل نہین ہین سب کچھ ہیں مگر بہت سے امور آپکے افہام [جمع فہم ۱۲] سے بعید ہیں جیسے اقلیدس کی کسی شکل کا ایسے شخص کو سمجھانا جو حدود و اصول موضوعہ و علوم متعارفہ سے ناواقف ہو سخت دشوار ہے اسیطرح شرائع [احکام شریعت ۱۲] کے لئے کچھ علوم بطور آلات [ذرائع ۱۲] و مبادی [اصول ۱۲] کے ہین کہ طالب تحقیق کے لئے اُن کی تحصیل ضروری ہے ۱۶ اور جو شخص اُن کی تحصیل کے لئے فارغ نہ ہو اُسکو تقلید سے چارہ نہیں پس آپ حضرات اپنا دستور العمل اسطرح قرار دین کہ جو شبہ واقع ہو اسکو علماء سے حل ہونے تک برابر پیش کرتے رہیں اور اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماوین اور جو امر محققانہ طور پر سمجھ مین نہ آوے اُس میں اپنے اندر کمی سمجھ کر علمائے ماہرین پر وثوق اور ان کا اتباع کرین انشاء اللہ تعالے بہت جلد پوری اصلاح ہو جاوے گی فقط ✤

(باقی آئندہ)

جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ سر بزانو ہو کر سوچتے ہیں اسلئے کہ انکی مشکل اسیطرح حل ہوتی ہے تو وہ بھی سوچنے لگے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ چونکہ باپ بھی ساحر تھا اسکی قبر پر جاکر عمل کشف القبور سے اُس سے دریافت کریں کہ یہ آیا سچے ہیں یا ساحر ہیں بس یہ سوچکر انھوں نے اپنی ماں سے باپ کی قبر دریافت کی تاکہ اسپر جاکر دریافت کریں آگے اسیکو فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

بعد ازان گفتند ای مادر بیا	گور بابا کو تو مارا رہنما
بردشان بر گور او بنمود راہ	پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ ۲۰۱
بعد ازان گفتند ای بابا بما	شاہ پیغامے فرستاد از وجا
کہ دو کس او را بہ تنگ آوردہ اند	آبروش پیش لشکر بردہ اند
نیست با ایشان سلاح و لشکری	جز عصاء و در عصا شور و شری
تو جہان راستان در رفتۂ	گرچہ در صورت بخاکی خفتۂ
آن اگر سحر ست وا ما را خبر	ور خدائے باشد ای جان پدر

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم	خویش را بر کیمیائے بر زنیم
نا اُمیدانیم اُمیدے رسد	در شب دیجور خورشیدی رسد
از ضلال آئیم در راہ رشد	راندگانیم و کرم مارا کشد

چنانچہ گھٹنے سے سر اُٹھانے کے بعد انھون نے اپنی مان سے کہا کہ اماں چلو ہمیں ہمارے باپ کی قبر بتا دو اُس نے اُنکی رہنمائی کی اور قبر پر لیگئی اسکے بعد انہون نے فرعون کیلئے تین روزہ رکھے اسکے بعد کہا کہ ابا بادشاہ نے محزون ہوکر ہمارے پاس پیغام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ دو آدمیون نے مجھے پریشان کر رکھا ہے اور لشکر کے سامنے میری آبرو خاک مین ملا دی ہے نہ تو اُنکے پاس ہتھیار ہین نہ فوج بجز ایک عصا کے اور سارا شور و شر اس لاٹھی ہی میں ہے آپ سبھون کے ملک میں تشریف لیگئے ہین گو بظاہر مٹی میں سوتے ہیں اگر یہ کوئی جادو ہے تب بھی آپ ہم کو بتلا دیجئے اور اگر خدائی قوت ہو جیسا کہ ان آدمیون کا دعویٰ ہے تب بھی آپ ہم کو بتلا دیجئے تاکہ ہم بھی اُس خدا کے مطیع ہوجائیں اور کیمیا سے ملکر کیمیا ہوجائیں اب تو ہم نا امید ہیں پھر ہم کو اُمید ہوجاوے اور شب تاریک ضلالت میں ہمارے لئے آفتاب ہدایت نکل آئے ہم گمراہی کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر آئیں اور ہم مردودون کو کرم حق سبحانہ اپنی طرف کھینچ لے۔ ۲۰۲

شرح شبیری

دونون ساحرونکا اپنی ماں سے اپنے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور اُنکے باپ کی رُوح سے موسیٰ علیہ السّلام کی حقیقت دریافت کرنا

بعد ازان گفتند اے مادر بیا گور بابا کو تو ما را رہ نما

یعنی بعد اُس (سوچنے) کے انھون نے کہا کہ اے ماں یہان آ اور ہم کو راہ دکھاوے کہ ہمارے باپ کی قبر کہان ہے

بردشان بر گور او بنمود راہ پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ

یعنی وہ اُنکی ماں انکو اُسکی قبر پر لیگئی اور راستہ دکھا دیا پھر بادشاہ کی خاطر سے تین روزے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ اس کشف قبور کے لئے اول کچھ مجاہدہ کی ضرورت ہوتی تھی تو چونکہ یہ کام فرعون کیلئے کر رہے تھے لہذا انھون نے مجاہدہ کے لئے تین روزے بادشاہ کی خاطر سے رکھے تاکہ عالم ملکوت سے لذات کے ترک سے مناسبت ہو جاوے۔

بعد ازان گفتند اے بابا بما شاہ پیغامے فرستاد از وجا

۲۰۳

یعنی بعد ان روزون کے رکھنے کے انھون نے کہا کہ اے بابا ہمارے پاس بادشاہ نے لاچاری کی وجہ سے پیغام بھیجا ہے **وجا** معنی خصی ہونا یہاں بمعنی لاچاری مطلب یہ کہ بعد روزون کے وہ اُس طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باپ کی رُوح سے دریافت کیا کہ ہمارے پاس بادشاہ کا یہ پیغام آیا ہے۔

کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند آبرویش پیش لشکر بردہ اند

یعنی کہ دو آدمیون نے اُسکو تنگ کر رکھا ہے اور اُسکی آبرو لشکر کے آگے گرائی ہے۔

نیست با ایشان سلاح و لشکری جز عصا و در عصا شور و شری

یعنی اُنکے ساتھ کوئی ہتھیار یا لشکر نہین ہے سوائے ایک عصا کے کہ اُس عصا ہی میں ایک شور و شر ہے مطلب یہ کہ صرف ایک عصا اُنکے پاس ہے مگر بس وہی غضب کا ہے۔

تو جہان راستان در رفتۂ گرچہ در صورت بجاے خفتۂ

یعنی اے بابا تو سچون کے جہان مین گیا ہوا ہے اگرچہ ظاہراً ایک خاک مین سویا ہوا ہے مطلب یہ کہ وہان تو سب منکشف ہے اور معلوم ہے اور سب سچے ہیں لہذا آپ ہمیں یہ بتادیجئے کہ۔

آن اگر سحرست ما را دہ خبر ور خدائی باشد اے جان پدر

یعنی اگر وہ سحر ہے تو ہم کو خبر دے اور اگر یہ بات خداوالی ہے تو اے باپ کی روح۔

ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم خویش را بر کیمیاے بر زنیم

یعنی تب بھی خبر دے تا کہ ہم اطاعت کریں اور اپنے کو ایک کیمیا پر لگادین مطلب یہ کہ ہم بھی پھر اُن کے فیوض سے مستفیض ہون اسلئے کہ۔ ۲۰۴

نا اُمیدانیم اُمیدے رسد در شب دیجور خورشیدی رسد

یعنی ہم تو (رحمت حق سے) نا اُمید ہیں تو کوئی امید ہو اور شب تاریک میں کوئی خورشید پہنچے۔

از ضلال آئیم در راہ رشد راندگانیم و کرم ما را کشد

یعنی گمراہی سے ہم راہ ہدایت میں آجاویں اور ہم راندگانِ درگاہ ہیں ہم کو کرم کھینچ لے غرض کہ جو کیفیت ہو اُس سے آگاہ فرمادیا جاوے۔

شرح حبیبی

گفت شان در خواب کای اولاد من نیست حکم ظاہر این را دم زدن

فاش مطلق گفتنم دستور نیست	لیک راز از پیش چشم دور نیست
یک نشانے وانمایم با شما	تا شود پیدا شمارا این خفا
نور چشمانم چو آنجا مے روید	از مقام خواب تان آگاہ شوید
آن زماں کہ خفتہ باشد آن حکیم	آن عصا گیرید بگذارید بیم
گر بدزدید آن عصا شان ساحرست	چارۂ ساحر شمارا حاضرست
ور نتوانید ہان آن ایزدیست	او رسول ذو الجلال و مہتدیست ۲۰۵
گر جہان فرعون گیرد شرق و غرب	سرنگون آید ز حق در گاہ حرب
این نشان راست دادم جان باب	بر نویس اللہ اعلم بالصواب
جان بابا چون بخسپد ساحری	سحر و مکرش را نباشد رہبرے
چونکہ چوپان خفت گرگ ایمن شود	چونکہ خفت آن جہد او ساکن شود
لیک حیوانے کہ چوپانش خداست	گرگ را آنجا امید ورہ کجاست

جادوئی کہ حق کند حق ست و راست
جادوئی خواندن مر آن حق را خطاست
جان بابا این نشانِ قاطع است
گر بمیرد نیز حقش رافع است

اس نے ان سے خواب میں کہا کہ اے میرے بچو اس راز کو صاف صاف ظاہر کرنا تو میرے
امکان میں نہین کیونکہ مجھے صاف کہنے کی اجازت نہیں ہے مگر یہ راز مجھے معلوم ضرور ہے
اب تم سے ایک علامت بیان کرتا ہون تاکہ اُسکے ذریعہ سے یہ راز مخفی تم پر آشکار ہو جاوے
میرے نور چشمو جب تم وہان پہنچو تو یہ معلوم کرو کہ وہ شخص کہان سوتے ہیں اور یہ معلوم کرکے
جب وہ سو رہے ہون اُنکی لاٹھی اٹھا لاؤ دیکھو ڈرنا مت ورنہ راز ظاہر نہ ہوگا اب اگر تم
اس لاٹھی کو چرا لو تب تو سمجھ لو کہ وہ جادوگر ہے پھر اسکا انتظام کر دینا تم کو کچھ مشکل ہی
نہین اور اگر چرا نہ سکو تو سمجھ لو کہ خدائی قوت ہے انکا بیان سچا ہے اور وہ خدائے ۲۰۶
ذوالجلال کے رسول اور ہدایت یافتہ ہیں اگر فرعون مشرق و مغرب پر بھی قبضہ کر لے گا
تب بھی وہ خدا سے نہیں لڑ سکتا لڑائی کے وقت حق سبحانہ ضرور اسکو مغلوب کرینگے۔
بیٹا یہ سچی پہچان مین نے تم کو بتائی ہے تم اسے دل پر نقش کر لو و اللہ اعلم بالصواب بیٹا
دیکھو جب جادوگر سو جاتا ہے تو اسکے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا لہذا وہ معطل ہو جاتا
ہے اور جبکہ چرواہا سو جاتا ہے تو بھیڑیا بے کھٹکے ہو جاتا ہے اسلئے کہ سونے سے اُسکی
تدابیر اور کوششیں رُک جاتی ہیں مگر جس جانور کا محافظ خدا ہو بھیڑیے کو وہان رسائی
کی اُمید بھی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حق سبحانہ پر غفلت ہی طاری نہیں ہوتی پس سمجھو کہ خدا کا
جادو واقعی اور سچا جادو ہے جسکا عالم میں کوئی توڑ نہیں میں نے بنا بر صنعت مشاکلت
اُسے جادو کہدیا ہے (جیسے مخلت الطنجوا الی جبۃ وقیصا۔ یا اللہ یستہزئی بہم) ورنہ اسکو
حقیقۃً جادو کہنا غلط ہے بیٹا اگر تم اُسکو اٹھا نہ سکو تو سمجھنا کہ یہ اسکے دعوی نبوت کی
قطعی الدلالۃ نشانی ہے اور ایسی ہے کہ سونا تو درکنار اگر انکی وفات بھی ہو جاوے

تب بھی حق سبحانہ اسکو بلند ہی کرینگے اور کبھی مغلوب نہ کرینگے۔

شرح شبیری

اُس مُردہ ساحر کا اپنے لڑکونکو جواب دینا

گفت شان در خواب کای اولادِ من — نیست ممکن ظاہرِ این را دم زدن

یعنی ان سے خواب میں کہا کہ اے میرے بچو ہمیں ظاہر طور پر دم مارنا تو ممکن نہیں مطلب یہ کہ بالکل صاف صاف تو ہم بتا نہیں سکتے اسلئے کہ۔

فاش و مطلق گفتنم دستور نیست — لیک راز از پیشِ چشمم دور نیست ۲۰۷

یعنی ظاہر اور صاف کہنے کی تو مجھے اجازت نہیں ہے لیکن راز میری آنکھوں کے سامنے سے دُور بھی نہیں ہے مطلب یہ کہ چونکہ دنیا دار الابتلاء ہے اسلئے اگر اُس عالم کے حالات صاف طور پر معلوم ہو جاوین تو پھر آزمائش ہی کیا رہی اسلئے اس نے کہا کہ ہم کو صاف صاف کہنے کا تو حکم حق نہیں ہے مگر اس بھید سے ہم بالکل ناواقف بھی نہیں بلکہ آگاہ ہیں لہذا یہ کرینگے کہ۔

لیک بنمایم شمارا آیتے — تا شوید آگہ ز سرّ کنیتے

لیکن تم کو مین ایک نشانی بتا دونگا تا کہ تم مخفی شے کے بھید سے آگاہ ہو جاؤ۔

یک نشانے وانمایم با شما — تا شود پیدا شمارا این خفا

یعنی میں تمہیں ایک نشانی دکہا دونگا تاکہ تم پر یہ خفا ظاہر ہو جاوے آگے نشانی بتاتا ہی کہ

نور چشمانم چو آن جاگہ رسید — از مقام خفتنش آگہ شوید

یعنی اے میرے نور چشمو جب تم اُس جگہ پہونچو تو اُنکے سونے کی جگہ سے آگہ ہو جیو۔

آن زمان کہ خفتہ باشد آن حکیم — آن عصا گیرید بگذارید بیم

یعنی جسوقت کہ وہ حکیم سوئے ہوئے ہوں تو اس عصا کو لیلو اور خوف کو چھوڑ دینا یعنی بس خوف تو کرنا مت کسیطرح اس عصا کو چرا لینا۔

گر بدزدیدش عصا او ساحر ست — چارہ ساحر شمارا حاضر ست

یعنی اگر تم عصا کو چرا سکو تب تو وہ ساحر ہے اور ساحر کا علاج تمہارے پاس حاضر ہی ہی۔

۲۰۸

ور نہ تتوانید ہان آن ایزدیست — او رسول ذو الجلال و مہتدیست

یعنی اور اگر نہ چرا سکو تو وہ اللہ والا ہے اور وہ رسول حق ہے اور مہتدی ہے تو اگر وہ رسول ہے تو پھر تو یہ سمجھ لو کہ۔

گر جہان فرعون گیرد شرق و غرب — سرنگون آرد خدا را گاہ حرب

یعنی اگر سارا جہان شرق سے غرب تک فرعون ہی فرعون ہے لے تو وہ خدا کے آگے لڑائی کے وقت سرنگون ہی لاوے گا مطلب یہ کہ اگر ساری دُنیا فرعون سے بھر جاوے تب بھی خدا کے آگے اُنکی کچھ نہیں چل سکتی۔

این نشان راست دادم جان باب — بر نویس اللہ اعلم بالصواب

یعنی مینے یہ سچی نشانی دیدی ہے اے جان باپ کی اسکو (قلب پر) نقش کر لو واللہ اعلم بالصواب

(باقی آئندہ)

الحدیث البزار من حدیث ابی سعید الخدری سئل رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم عن اصحاب الاعراف فقال ھم رجال قتلوا فی سبیل اللہ وھم عصاة لآبائھم فمنعتھم الشھادة ان یدخلوا النار ومنعتھم المعصیة ان یدخلوا الجنة وھم علی سور بین الجنة والنار الحدیث وفیه عبد الرحمن بن زید بن اسلم وھو ضعیف وللحاکم عن حذیفة قال اصحاب الاعراف قوم تجاوزت بھم حسناتھم النار وقصرت سیاٰتھم عن الجنة الحدیث وقال صحیح علے شرط الشیخین **ف** فیه عدم الحکم علے احد من اھل المعصیة

حدیث - بزار نے ابو سعید خدری کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کی نسبت سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوے اور وہ اپنے باپوں کا کہنا نہ مانتے تھے پس انکو شہادت تو دخول نار سے مانع ہو گئی اور وہ کہنا نہ ماننا دخول جنت سے مانع ہو گیا اور ایسے لوگ ایک دیوار پر ہوں گے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں ہوگی (اعراف یہی ہے) اس حدیث (کی سند) میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہے اور وہ ضعیف ہے اور حاکم کے یہاں حضرت حذیفہ سے یہ روایت ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ایک قوم ہے کہ اُن کی حسنات نے انکو دوزخ سے تو پار کر دیا اور اون کی سیئات جنت (میں داخل کرنے) سے قاصر رہیں الخ اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے **ف** اس میں یہ مسئلہ ہے کہ اہل معصیت میں سے کسی پر دوزخی ہونے کا حکم نہ کیا جاوے

فائدہ عدم الحکم علی احد من اہل النار

۱۰۱

بالنار عسى ان تمنع
بعض الحسنات عنها۔

الحديث انما انا
لا انسى (مبنيا للفاعل
من النسيان) ولكن
انسى (مبنيا للمفعول
من الانساء) لاشرع
ذكره مالك بلاغا
لا اسناد له وكذا
قال حمزة الكتانی
انه لم يرو من غير
طريق مالك وقال
ابوطاهر الانماطی
وقد طال بحثی
عنه وسوالی
عنه للائمة
والحفاظ فلم
اظفر به ولا
سمعت عن احد
انه ظفر به قال
وادعى بعض طلبة

۱۰۲

حکمت زلات الکاملین

ممکن ہے کہ کوئی حسنہ اوسکے لئے دوزخ
میں جانے سے مانع ہوجاوے۔

حدیث سن رکھو میں (نماز میں غفلت
سے) نہیں بھولتا بلکہ بھلادیا جاتا ہوں
تاکہ (اوسکے احکام کو) مشروع کروں۔ ذکر
کیا اسکو مالک نے بطور بلاغ کے بلا سند
اور اسی طرح حمزہ کتانی نے کہا ہے کہ یہ
حدیث بجز طریق مالک کے مروی نہیں
ہوئی اور ابوطاہر انماطی نے کہا
اس کے متعلق ائمہ وحفاظ سے میری
بحث اور تحقیق بہت طویل رہی سومجکو
(سند سے) پتہ نہیں لگا اور نہ میں نے
کسی سے یہ سنا کہ اوسکو پتہ لگا ہو اور
بعض طلبہ حدیث نے (البتہ) یہ دعوی
کیا ہے کہ اوسکے پاس یہ مسنداً واقع
ہوئی ہے (مگر مالک کا بلاغ اس کے
بے اصل ہونے کے لئے کافی ہے) **ف**
اس میں حکمت ہے کاملین کی لغزشوں کی
(جو کہ بلاقصد نافرمانی اتفاقاً واقع ہوجاتی ہیں)
تاکہ اوسوقت وہ حضرات (اونکے تدارک کے
متعلق) جو معاملہ کرتے ہیں اون معاملات میں

الحدیث انہ وقع لہ مسندا **ف** فیہ حکمۃ زلات الکاملین لیقتدی بھم فی معاملاتھم اذذاک

الحدیث المستغفر من الذنب وھو مصر علیہ کالمستھزئ بآیات اللہ ابن ابی الدنیا فی التوبۃ من طریق البیہقی فی الشعب من حدیث ابن عباس بلفظ کالمستھزئ بربہ وسندہ ضعیف **ف** فیہ عدم الاعتداد بالتوبۃ اللفظیۃ التی لاندم معہا وقول بعضھم کالترجمۃ لہ

سبحہ برکف توبہ برلب دل پرازذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید براستغفار ما

الحدیث ان العبد لیحرم الرزق بالذنب

اونکا اقتداکیا جاوے (اور اسی بناپر مولانا فرماتے ہیں نے

خون شہیدان رازآب اولی ترست
این خطا ازصد صواب اولی ترست

اورع کفرگیرد کاملے ملت شود

حدیث جو شخص گناہ سے توبہ کرے اور اوسپر مصر بھی ہو (یعنی نادم نہو) ایسا ہے جیسے احکام الہیہ سے استہزاء کرتا ہے (کہ ظاہر کچھ باطن کچھ) روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور ابن ابی الدنیا کے طریق سے بیہقی نے شعب میں ابن عباس کی حدیث سے اس لفظ سے کہ ایسا ہے جیسے اپنے رب سے استہزاء کرتا ہو اور سند اسکی ضعیف ہے **ف** اس میں ایسی زبانی توبہ کا ناقابل اعتبار ہونا مذکور ہے جسکے ساتھ (دل میں) ندامت نہ ہو اور یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے

سبحہ برکف توبہ برلب دل پرازذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید براستغفار ما

حدیث۔ بیشک بندہ بعض اوقات محروم ہوجاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جسکو

یصیبہ ابن ماجہ والحاکم وصحح اسنادہ واللفظ لہ الا انہ قال الرجل بدل العبد من حدیث ثوبان

ف فیہ بعض مضار المعصیۃ کحرمان الرزق ویعم المعنوی کالبسط فبعض اقسام القبض یکون من المعصیۃ ولھذا الاحتمال یستغفر اھل اللہ وقت القبض

اختیار کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور حاکم نے مع تصحیح سند کے اور لفظ حاکم کے ہیں مگر حاکم نے بجائے لفظ عبد کے لفظ رجل کہا ہے یعنے شخص کے ثوبان کی حدیث سے

ف اسمیں معصیت کی بعض مضرتیں مذکور ہیں جیسے رزق سے محروم ہو جانا اور یہ رزق معنوی کو بھی شامل ہے جیسے بسط (باطنی) پس بعض اقسام قبض کے معصیت سے بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی احتمال کے سبب اہل اللہ قبض کیوقت استغفار کرتے ہیں۔

سبب بعض القبض من المعصیۃ

سبب بعض اقسام قبض از معصیت

۱۰۴

کتاب الصبر والشکر

کتاب صبر و شکر

الحدیث المہاجر من ھجر السوء والمجاھد من جاھد ھواہ ابن ماجہ بالشطر الاول والنسائی فی الکبری بالشطر الثانی کلاھما من حدیث فضالۃ بن عبید باسنادین جیدین

ف فیہ کون المعنی اصلا للصورۃ ومر الشطر الثانی فی اٰخر کتاب ریاضۃ النفس۔

حدیث (اصل) مہاجر وہ ہے جو برے کاموں کو چھوڑ دے اور (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور اسکو مغلوب کرے) روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اول جملہ کے ساتھ اور نسائی نے سنن کبری میں دوسرے جملہ کیساتھ دونوں نے فضالہ ابن عبید کی حدیث سے دو جید سندوں سے

ف اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا مذکور ہے اور جملہ ثانیہ آخر کتاب ریاضۃ النفس میں گذر چکا ہے

کون الباطن اصلا للظاہر

اصل بودن باطن برائے ظاہر

جو خواہان سفارش ہے اور سفارش کیجاوے تو اسکو تکلیف ہوتی ہے جس سے سفارش کیجاتی ہے لیکن چونکہ طالب سفارش کی تکلیف کا منشا خود اسکی طلب ہے اور جس سے سفارش کیجاتی ہے اُسکی تکلیف محض بلاوجہ اسلئے مین طالب سفارش کی تکلیف کو اُسکی تکلیف پر ترجیح دیتا ہون جس سے سفارش کیجاوے اور یہ بیان فرما کر مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ میرا مذاق بھی وہی ہے جو مولانا محمد یعقوب صاحب کا تھا اور مین بھی سفارش نہیں کرتا تیسری سخی مولوی اسمٰعیل صاحب شہید تھے مگر انمین بہ نسبت شاہ محمد اسحٰق صاحب کے کچھ انتظامی شان تھی چوتھے سخی مولانا اسمٰعیل صاحب کے صاحبزادے مولوی محمد عمر صاحب تھے یہ پورے کھوج کھوڈ اور گھر کھوؤ تھے انکی حالت یہ تھی کہ اگر کوئی ٹوپی مانگتا تو ٹوپی دیتے اُسکے بعد کہتے کہ لو یہ عمامہ بھی لیجاؤ پھر کہتے کہ اچھا یہ کرتہ بھی لے لو حتی کہ پاجامہ تک بھی دیدیتے تھے۔

حاشیہ حکایت (۳۷) قولہ مین بھی سفارش نہین کرتا اقول

احقر بھی اسی مذاق کا متبع ہے یعنی بشاشت سے سفارش نہیں کرتا کیونکہ جو سفارش مسنون ہے وہ اسوقت نہین رہی جبر و کراہت رہگئی جو کہ ناجائز ہے (ش ت)

(۳۸) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی چنانچہ اسکا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خان خورجوی کے کتب خانہ مین بھی تھا اُسکے بعد مولانا نے اسکو اُردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگونکو جمع کیا جن میں سید صاحب مولوی عبد الحئی صاحب شاہ اسحٰق صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی مومن خان عبد اللہ خان علوی (استاذ امام بخش صہبائی) و مولانا مملوک علیصاحب بھی تھے اور انکے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ مین نے یہ کتاب لکھی ہے اور مین جانتا ہون کہ اس مین بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہین اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھدیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی اور اگر مین یہان رہتا تو

ان مضامین کو مین آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اسوقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہان سے واپسی کے بعد عزم جہاد ہے اسلئے میں اس کام سے معذور ہوگیا اور مین دیکھتا ہون کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں اسلئے مین نے یہ کتاب لکھدی ہے گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائینگے یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کیجاوے ورنہ اسے چاک کردیا جاوے اسپر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہوجانی چاہیئے اسپر مولوی عبدالحئی صاحب شاہ اسحق صاحب اور عبداللہ خان علوی مومن خان نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اسپر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہین ہے اور اسیطرح شائع ہونی چاہیئے چنانچہ اسیطرح اسکی اشاعت ہوگئی اشاعت کے بعد مولانا شہید حج کو تشریف لے گئے اور حج سے واپسی کے بعد چھ مہینے دہلی میں قیام رہا اس زمانہ مین مولانا اسمٰعیل گلی کوچون مین وعظ فرماتے تھے اور مولوی عبدالحئی صاحب مساجد مین چھ مہینے کے بعد جہاد کے لئے تشریف لے گئے یہ قصہ مین نے مولوی عبدالقیوم صاحب اور اپنے استاد میانجی محمدی صاحب وغیرہ سے سُنا ہے۔

حاشیہ حکایت (۷۴) قولہ تشدد بھی ہوگیا ہے **اقول** اس تشدد فی العلاج کا سبب مرض کا شدید ہونا ہے **قولہ** ورنہ اسے چاک کردیا جاوے **اقول** ایسے بزرگ پر تشدد یا اصرار یا استبداد کا شبہ اگر ظلم نہیں تو کیا ہے (اشرف علی)

(۷۵) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی تقویۃ الایمان کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی حیات ہی میں ڈھائی لاکھ آدمی درست ہوگئے تھے اور انکے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔

حاشیہ حکایت (۷۵) قولہ بہت ہی نفع ہوا **اقول** اسپر مولانا رومی کا ارشاد یاد آگیا ۔ کعبہ را ہر دم تجلی می فزود ۔ این ز اخلاصات ابراہیم بود (اشرف علی)

(۷۶) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی تبارک اللہ صاحب اُلدہن کے رہنے والے ایک شخص تھے جو بہت بڈ ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب کے شاگرد تھے انھون نے ایک مرتبہ اورنگ آباد میں وعظ کہا وعظ کے بعد ان سے لوگون نے پوچھا کہ آپ تقویۃ الایمان کی نسبت کیا فرماتے ہین مین اس جلسہ میں موجود تھا میرے سامنے مولوی تبارک اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب تقویۃ الایمان شائع ہو کر اُلدہن میں آئی ہے تو لوگون مین اسکا چرچا ہوا۔ کچھ لوگ مخالف ہو گئے اور کچھ موافق اور آپس میں بحث مباحثہ اور گفتگوئیں ہونے لگیں اسوقت میرے چچا حیات تھے جو بہت ضعیف العمر تھے آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا تھا اور کانوں سے بھی اونچا سنتے تھے انھون نے جو یہ رنگ دیکھا تو ایک مرتبہ فرمایا کہ لڑکو میں چند روز سے دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ کچھ ورق ہاتھ مین لئے ہوئے بحث مباحثہ کرتے ہو ہمین تو بتلاؤ کیا بات ہے ہم لوگون نے کہا کہ جناب ایک کتاب شائع ہوئی ہے اُسپر یہ بحث مباحثے ہوتے ہین انھون نے فرمایا کہ وہ کتاب مجھے سُناؤ ہم نے تقویۃ الایمان اول سے لیکر آخر تک سنائی اسکو سنکر آپ نے فرمایا کہ سب بستی کے لوگون کو جمع کرلو اسوقت میں اپنی رائے ظاہر کرونگا ہم لوگون نے لوگونکو جمع کیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ مین اب تک دُنیا کی حالت دیکھتا رہا اور جو کچھ لوگ کہہ رہے تھے اور کر رہے تھے انکی باتیں بالکل میرے جی کو نہ لگتی تھیں اور مین سمجھتا تھا کہ دنیا اسوقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میرا جی ان باتون کو ڈھونڈتا تھا مگر کنوئیں میں بھانگ پڑی ہوئی تھی نہ کسیکو دین کی خبر تھی نہ کوئی بتلانے والا تھا مولوی اسمٰعیل کا احسان ہے کہ انھون نے پانی کو اور بھانگ کو الگ الگ کر دیا اور سیدھا راستہ بتلا دیا اَب تمہیں اختیار ہے چاہے مانو چاہے نہ مانو اور بھانگ ہی پیتے جاؤ۔

حاشیہ حکایت (۷۶) قولہ پانی کو اور بھانگ کو الخ اقول کیا اچھا فیصلہ ہے (اشت)

(۷۷) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی حسین بخش صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مین نے شاہ اسحٰق صاحب اور مولانا یعقوب صاحب کی دعوت کی جب کھانے کا وقت

۹۱

ہوا تو میانصاحب پالکی پر سوار ہو کر میرے مکان پر روانہ ہو گئے اور مولوی محمد یعقوب صاحب سے فرما گئے کہ حسین بخش کو اپنے ہمراہ لیتے آنا مولانا یعقوب صاحب کے یہان ایک سانڈنی تھی جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے مولانا نے اپنی سانڈنی کی پچھلی نشست پر دوشالہ ڈالا اور اگلی نشست خالی رکھی اور مجھ سے کہا کہ تم پچھلی نشست پر سوار ہو جس پر دوشالہ پڑا ہوا تھا مین نے عرض کیا کہ حضرت میں اس قابل نہیں ہون دوشالہ اپنے لئے رکھیے آپ نے فرمایا کہ نہین نہین تم بیٹھ جاؤ۔ میانصاحب فرما گئے ہین کہ انکو اپنے ساتھ لانا مین نے پھر عذر کیا آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اجی بیٹھ بھی جاؤ میانصاحب فرما گئے ہیں کہ انھیں اپنے ساتھ لانا مجھے مجبوراً سوار ہونا پڑا۔

حاشیہ حکایت (۷۷) قولہ میانصاحب فرما گئے ہیں اقول کتنا ادب ہے کہ جسکو ساتھ لانے کو فرما گئے تھے اسکا اتنا ادب بھلا پھر ان لوگون پر یہ شبہ کہ بزرگونکا ادب نہیں کرتے کتنا بڑا ظلم ہے (**ش ت**)

(۷۸) خانصاحب نے فرمایا کہ شاہ اسحق صاحب کو بہت زور کی بواسیر تھی اور اسکی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف تھی کسی شخص نے بواسیر کا عمل تبلایا کہ صبح کی سنتوں میں الم نشرح اور لایلاف پڑھ لیا کیجئے مگر شاہ صاحب نے اسکو پسند نہ فرمایا اسیر مولوی مظفر حسین صاحب اور نواب قطب الدین خانصاحب وغیرہ نے زور دیا کہ آپ یہ عمل ضرور کیجئے آپ نے فرمایا کہ اول تو ہم نیک عمل ہی نہین کرتے صرف ٹوٹے پھوٹے فرض اور سنتیں پڑھ لیتے ہیں اُن میں بھی ہم خواہش نفسانی (اور دنیوی غرض) کو داخل کر دین اور عبادت کو (دنیوی) عمل بنا لیں یہ اچھا نہین معلوم ہوتا۔

حاشیہ حکایت (۷۸) قولہ اچھا نہیں معلوم ہوتا اقول کسقدر دقیق اخلاص وتقوی ہے (**ش ت**)

(۷۹) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ اطراف لکھنؤ میں ایک عالم رہتے تھے جو بڑے عالم تھے (مولانا نے انکا نام بھی لیا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا)

(باقی آئندہ)

سلسلہ التسہیل المواعظ

چونکہ حضرت والا مدظلہم العالی کی مجلس وعظ مین اہل علم کا مجمع ہونیکی وجہ سے مضامین علمیہ ورالفاظ عربیہ بھی بیان مین آجاتے ہیں اسلیے حسب ایما حضرت والا مواعظ کو نہایت آسان پیرایہ مین کردیا ہے اور اس سلسلہ کا نام حضرت والا مدظلہم نے تسہیل المواعظ رکھا ہے اس سے ہر شخص حتی کہ بچے اور عورتیں بھی فائدہ حاصل کرسکتے ہین اسوقت تک اس سلسلہ کے سولہ وعظ چھپ چکے ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے

پہلا وعظ مسمے بہ۔ حساب کی آمد منتخب از اشرف المواعظ۔ وعظ اول۔ حصہ اول۔ قیمت ۵؍

دوسرا وعظ مسمے بہ۔ حاضری کا خوف منتخب از اشرف المواعظ۔ وعظ دوم۔ حصہ اول۔ قیمت ۲؍

تیسرا وعظ مسمے بہ۔ رمضان کا خالص رکھنا منتخب از تطہیر رمضان وعظ اول دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

چوتھا وعظ مسمے بہ۔ قرآن کے حقوق منتخب از حقوق القرآن وعظ دوم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

پانچوان وعظ مسمے بہ۔ تکبر کا علاج منتخب از علاج الکبر وعظ سوم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

چھٹا وعظ مسمے بہ۔ پاکیزہ زندگی منتخب از حیوۃ طیبہ۔ وعظ چہارم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

ساتوان وعظ مسمے بہ۔ اصلاح کا آسان طریق منتخب از تسہیل الاصلاح وعظ پنجم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

آٹھوان وعظ مسمے بہ۔ اخیر عشرہ کے احکام منتخب از احکام العشر الآخر وعظ ششم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۱؍

نوان وعظ مسمے بہ۔ صوم اور عید کی تکمیل منتخب از کمال الصوم والعید وعظ ہفتم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۲؍

دسوان وعظ مسمے بہ۔ نگاہ کی حفاظت منتخب از غض البصر وعظ ہشتم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۲؍

گیارہوان وعظ مسمے بہ۔ اعضاء کا پاک رکھنا منتخب از تطہیر الاعضاء وعظ نہم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۵؍

بارہوان وعظ مسمے بہ۔ کجی کی درستی منتخب از تقویم الزیغ وعظ دہم دعوات عبدیت جلد دوم قیمت ۲؍

تیرہوان وعظ مسمے بہ۔ اہتمام دین کی ضرورت منتخب از ضرورۃ الاعتناء بالدین وعظ اول دعوات عبدیت جلد سوم قیمت ۲؍

چودہوان وعظ مسمے بہ۔ علم دین کی ضرورت منتخب از ضرورۃ العلم بالدین وعظ دوم دعوات عبدیت جلد سوم قیمت ۲؍

پندرہوان وعظ مسمے بہ۔ عمل دین کی ضرورت منتخب از ضرورۃ العمل فی الدین وعظ سوم دعوات عبدیت جلد سوم قیمت ۱؍

سولہوان وعظ مسمے بہ۔ مقبولیت کا طریق منتخب از طریق القرب وعظ چہارم دعوات عبدیت جلد سوم قیمت ۱؍

قیمت پورے سٹ کے خریدار سے صرف ایکروپیہ آٹھ آنہ لیجاویگی اور الہادی کے خریدار سے عہ

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

"حاذق" یونانی طب کی بہترین کتاب ہے!

"حاذق" مین کیا ہے؟ سر سے لیکر پاؤن تک کی بیماریون کا بیان' امراض کے اسباب و علامات' بیماریون کی تشخیص۔ بیمارون کے لئے غذا' پرہیز اور ضروری ہدایتیں۔ بڑی بڑی کتابون کا خلاصہ۔ استادان فن کے اسرار سینہ بسینہ" جو لوگون کو زندگیان گذارنے پر نصیب ہوتے ہیں مطب جناب حکیم اجمل خانصاحب صحیح اور اصلی نسخے جو اور کسی کتاب مین نہیں ملینگے یہاں "حاذق"

طبابت پیشہ اصحاب کے لیئے

ایک رہبر اور رہنما اور ایک ایسی مفید کتاب ہے جو دہلی کے اس طبی مخزن کو گھر بیٹھے حوالہ کرتی اور فن علاج مین کامیاب کر دیتی ہے

لکھے پڑھے لوگون کے لیئے

خود نفع اٹھانے اور دوسرونکو فائدہ پہنچانے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے اور یہ واقعہ ہے کہ صرف اس کتاب کی وجہ سے ہزارون غریب بیمار مصیبت سے بچے ہیں۔

نوجوانون کے لئے

یا ان لوگون کے لئے جو اپنا پوشیدہ حال کسی پر ظاہر کرنا نہیں چاہتے اس میں مقصد و کامیابی ہے۔

لکھی پڑھی خواتین

اب صرف اسے دیکھکر اپنے بچون کا آسانی سے علاج کر لیتی ہیں۔

بہترین مشورہ

ایک بیمار کے لئے یہ ہے کہ "حاذق" سے خود نفع حاصل کرے ایک تندرست کے لئے یہ ہے کہ "حاذق" سے دوسرون کو فائدہ پہنچائے۔

آسانی سے ہر جگہ ملنے والے نسخے "حاذق" میں کثرت سے ہین حجم ۴۱۳ صفحے اور

جناب حکیم اجمل خانصاحب کے خاندانی اور ذاتی مجرب نسخے

ہین جو ایسے صحیح اور اصلی اور کسی کتاب مین بھی نہیں ہیں جو **آٹھوین** دفعہ چھپی ہے تو بلا مبالغہ یہ کتاب کچھ اور ہی چیز ہوگئی ہے اب **اناٹمی (تشریح)** کا بیان زیادہ کیا گیا ہے تاکہ جسم انسان کی مشینری کا حال اور ہر مرض کا تشریحی حصہ آئینہ ہو جائے یہ تشریحی اضافہ گو مختصر ہے مگر عام فہم اور نہایت ضروری ہے۔ اسپر حاوی ہو جانے سے تشخیص مرض کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے کثرت سے نسخے بڑھائے گئے ہیں بہت سے امراض کا بیان جو پہلے نہ تھا اضافہ کیا گیا ہے ہر مرض کا ایلوپیتھی (ڈاکٹری) میں جو نام ہے اسے اردو اور انگریزی حروف میں لکھدیا ہے تاکہ ڈاکٹر اور کمپونڈر اور دوسرے انگریزی دان مرض کی صحیح مطابقت اسکے یونانی نام سے کر سکیں۔ اور اگر چاہین تو یونانی طب سے بھی بآسانی نفع اٹھا سکیں اس اشاعت پر حجم قریباً دوگنا ہوگیا ہے یعنی ۴۱۳ صفحات پر ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلان دہلی

مختصر پتہ (پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی)